شیخ الحدیث مولانا انوار الحق صاحب
نائب مہتمم جامعہ دار العلوم حقانیہ

رفیق سفر و حضر مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کا سانحہ ارتحال

اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا ایسی بنائی ہے کہ اس میں غم اور خوشی راحت اور تکلیف دونوں چیزیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں، یہاں خوشی مستقل ہے نہ غم دائمی ،اس لئے یہاں غموں اور صدموں کا پیش آنا نہ کوئی اجنبی بات ہے نہ کوئی غیر معمولی چیز، لیکن بعض صدمے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا اثر پوری امت پر پڑتا ہے اور ان کے عالمگیر اثرات کی وجہ سے ان کا زخم مندمل ہونا آسان نہیں ہوتا پچھلے مہینے میں ایک ایسا ہی عظیم صدمہ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید شیر علی شاہ نور اللہ مرقدہ کی وفات کا پیش آیا جس نے ہر اس شخص کو ہلا کر رکھ دیا جو ڈاکٹر صاحب کی شخصیت اور خدمات سے متعارف ہے۔

امت کا سائبان

ڈاکٹر صاحب ہمارے دور کی ان عظیم شخصیات میں سے تھے جن کے محض تصور سے دل کو ڈھارس اور روح کو اطمینان نصیب ہوتا تھا قحط الرجال کے اس زمانے میں بفضلہٖ تعالیٰ ان کا سایہ رحمت پوری امت کیلئے ایک سائبان کی حیثیت رکھتا تھا، علم وفضل کے شناوروں کی تعداد اب بھی شاید اتنی کم نہ ہو، عبادت و زہد کے پیکر بھی اتنے نایاب نہیں، لیکن ایسی شخصیات جو علم وفضل سلامت فکر ورع وتقویٰ اور اعتدال وتوازن کی خصوصیات کے ساتھ ساتھ امت کی فکر میں گھلتی رہتی ہو اور ان جیسے دردمند دل والے خال ہی خال پیدا ہوتے ہیں اور ان کی وفات کا خلا پر ہونا بہت مشکل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب کو انہی خصوصیات سے نوازا تھا اور ان صفات کا جامع اب دور دور کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔

ایک چمکتا ستارہ غروب ہوا

اس دنیا میں جو پیدا ہوا وہ قیامت تک رہنے کیلئے نہیں آیا، اللہ نے ہر بندہ کی تقدیر میں جو دن ورات مقرر فرمائے اسکے تکمیل کے بعد عالم ہو یا غیر عالم، بادشاہ ہو یا فقیر، مرد ہو یا عورت اس دار فنا سے دار بقاء کی طرف رخصت ہونا ہے فرق اتنا ہے کہ کسی کی موت سے ایک گھر کا نظام معطل ہوجاتا ہے اور کسی کی جدائی سے محلّہ گاؤں شہر متأثر ہوتے ہیں جبکہ اللہ کے مقرب بعض بندے ایسے ہوتے ہیں، جن کی خلا سے نہ صرف علمی دنیا بلکہ تمام مسلمان

کرب والم میں مبتلا ہوکر محرومیت کے احساس سے دوچار ہوجاتے ہیں، انہیں خوش نصیب حضرات میں سے شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ رحمہ اللہ کا وجود مسعود بھی تھا جن کی وفات سے آسمان علم وعرفان کا ایک عظیم چمکتا دمکتا ستارہ غروب ہوا۔

عربی زبان کے ذریعے خدمتِ دین

اللہ تعالیٰ نے انہیں عربی زبان کی تقریر وتحریر کی وہ قدرت عطا فرمائی تھی جو بہت سے عرب اہل قلم کیلئے بھی باعث رشک تھی، اس منفرد صلاحیت سے انہوں نے اسلام کی وہ عظیم الشان خدمت کی جو عربی زبان آداب کے معاصر ماہرین میں سے شاید کسی نے نہ لیا ہوان کی فصیح وبلیغ عربی تحریروں نے عربوں کو دن کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور مغرب کی فکری یلغار سے سہمے ہوئے عرب ممالک میں دین کا پیغام اتنی خوداعتمادی اتنے یقین اور اتنے پر جوش انداز میں پہنچایا کہ آج بے شمار عرب مسلمان اپنی اسلامی بیداری کو ان کی تحریروں کا مرہون منت سمجھتے ہیں ان کی تحریر وتقریر میں جو اخلاص دردمندی اور دلسوزی کوٹ کوٹ بھری ہوئی تھی تفسیر حسن بصری انہیں کی روشن مثال ہے۔

مستقل مزاج پابند شریعت

ڈاکٹر صاحب کی شخصیت کی شائستگی باتوں کی حلاوت، عجز وانکساری اور ملنساری جیسی اعلیٰ خصوصیات دلوں کو ان کی طرف کھینچتی تھیں آپ کی صحبت میں آنے والے ہر فرد سے چاہے وہ اجنبی ہوتا یا شناسا یکساں خوش دلی اور خندہ پیشانی سے ملتے ذاتی نوعیت کی نشست ہو یا عمومی نشست آپ کی شخصیت کے رکھ رکھاؤ اور شائستگی میں ذرا برابر بھی فرق نہ آتا اس سے آپ کی مستقل مزاجی جیسی اعلیٰ خلق کا ثبوت ملتا ہے پابند شریعت اس قدر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کو کبھی بھی ترک کرنا گوارا نہیں کرتے۔

وسعت صدری

وسعت نظری محبت وشفقت کا پیکر تھے انہوں نے ذاتی زندگی کے معاملات سے لے کر اجتماعی معاملات تک ہمیشہ رواداری صبر واستقلال اور عجز وانکساری کو اپنا شعار بنائے رکھا وسعت نظری کا یہ عالم تھا کہ بلا کسی بغض وتعصب کے ہر اس فرد یا ادارے کی انہوں نے دل کھول کر ہمت افزائی کی جو دینی اور ملی خدمات کی انجام دہی میں مصروف عمل تھے۔

بچپن سے بڑھاپے تک

زندگی کی چالیس سال ان سے رفاقت میں گذری، بچپن سے لیکر وفات تک زندگی کی ہر موت پر ڈاکٹر صاحب کی دوستی ساتھ رہی درمیان میں کئی سال عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر بلاد عرب تشریف لے گئے

© rasailojaraid.com

،جدائی کے ان ایام میں بھی محبت ومودت برقرار رہی اور ۱۹۹۷ء سے لیکر تا حال دارالعلوم کی مسند حدیث پر طلباء کرام کو قال اللہ وقال الرسول سے فیضیاب کرتے رہے،اسی دوران ڈاکٹر صاحب کیساتھ دلی دوستی محبت میں بدل گئی۔

روزانہ ان کیساتھ علمی نشست ہوجاتی اکثر سفر وحضر میں ساتھ رہتے کہیں پر کانفرنس ہوتی یا اجلاس ختم بخاری شریف ہوتی یا جلسہ اکثر اکھٹے جاتے یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ سفر سقر جیسے ہوتی ہے مگر ڈاکٹر صاحب کیساتھ سفر کا مزہ ہی کچھ اور تھا کتنا کٹھن سفر کیوں نہ ہوڈاکٹر صاحب کی علمی ادبی مزاح لطائف وظرائف اورطنز ومزاج کی بدولت سفر راحت جان بن جاتی۔

قرآن کا عاشق زار

قرآن پاک اور حدیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ شغف والہانہ اور محبانہ تھی گویا ڈاکٹر صاحب کی تخلیق ہی اس کے واسطے کی گئی ہو۔جب سے ہمارے ہاں آئے تھے،ہر سال دورہ تفسیر اور دورہ حدیث پڑھاتے ان کی دورہ تفسیر کا چرچہ بہت جلد اندرون وبیرون ملک زبان زد وعام ہونے لگا امارات اسلامی افغانستان میں امیر المؤمنین کی خواہش پر مجاہدین کو دورہ تفسیر پڑھایا خوشی کی بات یہ ہے کہ مکمل دورہ تفسیر آڈیو کی صورت میں محفوظ ہے۔

تہجد کی پابندی

ڈاکٹر صاحب کے رگ وریشے میں خوف خدا بسا ہوا تھا کئی گھنٹوں کا مسلسل سفر طے کرنے کے باوجود رات کے آخری حصے میں مصلی پر بیٹھ کر رب کریم کی بارگاہ میں ایسے عاجزی وانکساری کیساتھ دعا مانگتے کہ ہمیں رشک آتا ہاتھ اٹھاتے ہوئے رب کیساتھ راز ونیاز کی باتیں کرتے ،اور ان کے آنکھوں سے مسلسل آنسوں رواں دواں ہوتے یہ منظر متعدد بار آنکھوں کے سامنے رہا۔

ماتحتوں کا خیال

ڈاکٹر صاحب کی انوکھی اور انفرادی خصوصیت ایک یہ بھی تھی کہ کھانے پر اپنے ڈرائیور کا بہت خیال رکھتے حالانکہ زمانہ حاضرہ میں ڈرائیور کو اپنے ساتھ کھانے پر بٹھانا ایک عار محسوس کیا جاتا ہے،ڈاکٹر صاحب کی شخصیت بالکل اس سے خالی تھی جہاں بھی جاتے پہلے ڈرائیور کو بلاتے پھر کھانا کھاتے کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ جب تک ڈرائیور نہ آجاتا کھانا تیار ہوکر بھی اس کا انتظار کرتے۔

نیا موضوع سخن

بہر حال بلاشبہ ڈاکٹر صاحب زمانہ حاضرہ کے ایک عظیم انسان تھے لیکن انہوں نے ۲۰۰۸ میں جب دوسری شادی کی تو ہمارے لئے گپ شپ کا ایک نیا موضوع پیدا ہوگیا ہم خوب چھیڑتے تھے لیکن ڈاکٹر صاحب ہر بات کا جواب مسکراہٹ سے دیتے۔

حدیث سے شغف

چند سالوں سے ڈاکٹر صاحب مسلسل امراض میں مبتلا تھے مگر زبان پر کبھی شکوہ نہیں کیا اور دارالعلوم میں درس حدیث کیلئے مسلسل تشریف لاتے اس سے پہلے کئی مرتبہ بیماری کچھ زیادہ بڑھی مگر درس حدیث کی برکت سے صحت یاب ہوجاتے وفات سے چند ہفتے قبل بھی درس حدیث کیلئے مسلسل ایک ہفتہ تشریف لائے۔

الحق خاندان سے شفقت محبت معیت

ڈاکٹر صاحب کی محبت ہمارے ساتھ بلکہ خاندان الحق کے چھوٹے بڑوں کیساتھ بے حد محبت وشفقت کا معاملہ فرماتے بستر مرگ پر پڑے ہوئے وفات سے چند گھنٹے قبل ان کا خط برادر مکرم شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب اور میرے نام جس کی ہر سطر ہمارے ساتھ ان کی دلی محبت کی گواہی دے رہی ہے ہر انسان کو رضا بالقضا پر عمل کرنا چاہیے، چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی جدائی یقیناً ہمارے لئے اور دارالعلوم حقانیہ کے ہر فاضل کیلئے عظیم حادثہ ہے اللہ رب العزت ہمیں صبر جمیل کی توفیق دے ،ابھی ہمارے دل زخمی تھے کہ جدائی کے لمحات میں مجھ سے ڈاکٹر صاحب کے متعلق کچھ لکھنے کا حکم کیا گیا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس عظیم حادثہ کی وجہ سے دل ودماغ کی کیفیت خدا جانتا ہے کہ کیا ہے؟ ایسی حالت میں قلم ساتھ دیتا ہے نہ دل ،حالانکہ ڈاکٹر صاحب کے زندگی کا بیشتر حصہ رفاقت میں گزرنے کے باعث بہت سے واقعات لطائف اور نوادرات سننے اور دیکھنے اور مشاہدے میں آچکے ہیں فی الحال ان چند بے ترتیب جملوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

غمزدہ مدفن جاناں سے چلا آیا ہوں
دل پہ جو بیت رہی ہے وہ مگر کس سے کہوں
زندگی کیسے کٹے گی یہی اب سوچتا ہوں
درد میں ڈوب گئے شام وسحر کس سے کہوں
ان کی تربت پہ رہے بارش انوار مدام
اب رحمت ہو تسلسل سے گہربار مدام

اللہ رب العزت ڈاکٹر صاحب کے اہل وعیال اور سب متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ڈاکٹر صاحب کو علیین میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ امین

© rasailojaraid.com